NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

مذہبی سیاست کے تناظر میں جمعیت علماء اسلام کی انتخابی سیاست کا تنقیدی جائزہ(2024-1947)

A Critical Analysis of Electoral Politics of JUI in Context of (2024-1947) Religious Politics

Dr. Muhammad Sohail Ahmad
Assistant Professor (IPFP), Department of Islamic studies, Thal University Bhakkar.
Email: drmsohailahmad@gmail.com
Muhammad Abu Bakar
Lecturer (visiting) Department of Islamic Studies Thal University Bhakkar Punjab.
Email:abubakar.uos786@gmail.com

Abstract

In the field of politics, it is very important for the parties to awaken the political mindset in the community in order to accept their constitutional manifesto, because it is impossible to choose the right leadership unless there is awareness among the people about politics. Religious political parties, like other political parties, are at the forefront of raising awareness of political thought in the society by ensuring manpower through their manifestos. Religious parties have been successful in mobilizing any section of the population to vote. In religious political parties JUI is famous parties which was established in 1945. Allama Shabbir Ahmad Usmani is the founder of Jamiat Ulema-e-Islam. He has always struggled for the implementation of Islam since the establishment of Pakistan. JUI is distinguished from other religious parties in terms of success and activity and Jamiat members have been raising the issue of implementation of Islam in the parliament. In the constitutional and legal context, it is important for political parties to participate in elections according to the prevailing electoral political system in Pakistan and to try to shape the state according to their mission after gaining power in the country. Achieving government through unconstitutional measures always leads to failure. At the same time, its representation in the House through electoral politics and its role in resolving national issues is also important. In this study electoral politics of JUI was reviewed with religio-political scenarios.

Key words: Religious politics, Islamization, Electoral politics, Jamiat Ulema-e-Islam.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
18-11- 2024
Revised:
19-11- 2024
Accepted:
20-11- 2024
Online:
20-11- 2024

CC BY

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

ا. موضوع کا تعارف

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد علماء ہند نے مسلمانوں کی سیاسی وفکری رہنمائی کے لئے ملکی سیاسی عمل میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا اور تمام مکاتب فکر نے سیاسی شعور کی بیداری کے لیے جدوجہد کی بالآخر 1919ء میں جمعیت علماء ہند کی بنیاد رکھی گئی۔ جمعیت علماء ہند مسلمانوں کے تمام مسالک کی مشترکہ و متفقہ جماعت تھی جس میں علماء دیوبند، علماء بریلوی، علماء اہل حدیث اور دیگر مکاتب فکر کے علماء کرام شامل تھے۔[1] چونکہ جمعیت علماء ہند مسلم لیگ کی تقسیم ہند کے فارمولے سے متفق نہیں تھی جس پر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کوششوں سے جمعیت علماء اسلام کی بنیاد 26 اکتوبر 1945 کو رکھی گئی۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جمعیت علماء ہند سے اخذ شدہ پاکستان کے حامی علماد یوبند کی نمائندہ جماعت ہے۔[2]

یہ حقیقت ہے کہ جمعیت علماء اسلام ایک منظم مذہبی سیاسی جماعت ہے جو قیامِ پاکستان سے نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے جمعیۃ علماء اسلام سیاسی اور دعوتی میدان میں نفاذِ شریعت کے لیے ہر محاذ پر کوشاں ہے۔ اس لیے جمعیۃ علماء اسلام سے منسلک طبقہ اقامت دین کے ساتھ ساتھ مروج انتخابی سیاست کے ذریعے نفاذِ اسلام کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ کیونکہ ملک میں رائج طریقہ کار کو اپنائے بغیر کسی ریاست کو اسلام کے اصولوں میں ڈھالنا ممکن نظر نہیں آتا۔ اس لیے انتخابی سیاست میں حصہ لینا وقت کی ضرورت ہے۔ جمعیت کے اس نظریہ کو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

> "خواہ اربابِ اقتدار ہمارے ساتھ کچھ ہی برتاؤ کریں ہم اس کوشش سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتے کہ مملکت پاکستان میں اسلام کا وہ دستور آئینی اور وہ نظام حکومت تشکیل پذیر ہو جس کی رو سے اس بات کا موثر انتظام کیا جائے کہ مسلم قوم اپنی زندگی اسلام کے انفرادی واجتماعی تقاضوں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق جو قرآن وسنت سے ثابت ہوں مرتب ومنظم کر سکے"۔[3]

اس بیانیہ کے تناظر میں جمعیۃ علماء اسلام اپنے دستور ومنشور کے مطابق ایوان میں قانون سازی، سیکولر اور لبرل طبقات کے نظریات کی فکر مقابلہ کرتی نظر آتی ہے۔

جمعیت علماء اسلام قیام پاکستان سے عصر حاضر تک عملی سیاسی کی حکمتِ عملی پر یقین رکھتے ہوئے ہر انتخابی عمل میں شریک رہی ہے۔ جمعیت کا مؤقف ہے کہ جب تک ایوان میں نمائندگی نہیں ہو گی اس وقت تک نفاذِ اسلام کی جدوجہد ناممکن ہے اور نہ ہی غیر اسلامی قوانین کے خلاف کوئی موثر اقدامات کیے جاسکتے ہیں کیونکہ ملک میں ایک قانونی طریقہ کار موجود ہے جس پر عمل سے ہی اہداف کا حصول ممکن ہے۔ اس لئے وہ انتخابی سیاست کے ذریعے ایوان میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتی ہے۔ اس حوالے سے امیر جمعیت مولانا فضل الرحمن کہتے ہیں کہ

> "قوتیں اس بات پر متفق ہیں کہ دینی قوتوں کو ملکی سیاست سے باہر دھکیل دیا جائے اور یہی مغرب کی خواہش ہے یہ ان کی بہت پرانی خواہش ہے لیکن ان کے بس میں نہیں تھا آج ان کو وہ حالات مل گئے ہیں جن میں وہ دینی جماعتوں کو قومی سیاست کے دھارے سے ہٹانا چاہتے ہیں ایسے حالات میں ہم نے اپنے مستقبل کو ایک نئے انداز میں تراشا ہے اور ہم چونکہ ابھی تک انتخابی سیاست میں ہیں انتخابات لڑنے کا مقصد یہ ہے کہ

ہم اسمبلی تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم حکومت میں جانا چاہتے ہیں' اگر ہم حکومت کے خلاف محاذ آرائی اور شدید ترین پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر اس کا فائدہ ایک ایسے مدِمقابل کو جاتا ہے جو نظریاتی لحاظ سے حکومت سے مختلف نہیں ہے"۔[4]

جمعیت علماء اسلام اپنے اس مؤقف کے دفاع اور ملک میں نفاذِ اسلام کے نعرہ کے ساتھ پاکستانی سیاست میں حصہ لینے والی اولین مذہبی جماعتوں میں سے ہے جس نے قرارداد مقاصد سے لے کر 1973ء کی آئین سازی تک ایوان کی کاروائی میں حصہ لیا اور اپنا نقطہ نظر ایوان اقتدار تک پہچانے کی کوشش کی ہے۔ دینی سیاست کے تناظر میں دیکھا جائے تو جمعیت علماء اسلام ایک بالغ سیاسی جماعت ہے جس نے ہر پلیٹ فارم پر وقت کے تقاضوں کے مطابق سیاست کی ہے اور نفاذِ اسلام کے حوالے سے مذہبی طبقہ کی آواز کو ایوان میں بخوبی پہنچایا ہے۔ یہ ایک غور طلب بات ہے کہ وقت کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کے ووٹ بینک میں اضافہ اور کامیابی کے تناسب میں کمی واقع ہوئی ہے جس کے محرکات کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے جمعیت علماء اسلام کی انتخابی سیاست کا معروضی مطالعہ وقت کی ضرورت ہے۔ اس مقالہ میں جمعیت کی مختلف ادوار میں انتخابی حکمتِ عملی اور کامیابی و ناکامی کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

2. نظم العلماء کا قیام

1958ء میں جنرل ایوب خان کے مارشل لاء کے بعد تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دیا گیا۔ اس پر جمعیۃ علماء اسلام بھی کالعدم ہو گئی تو جماعت کے سیاسی زعماء نے مئی 1959ء میں ملتان میں اجلاس بلایا اور مولانا احمد علی اور مفتی محمد شفیع کی صدارت میں مشاورتی اجلاس میں نظم العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا[5] تاکہ حکومت وقت کی کارکردگی پر نظر رکھی جاسکے اور غیر اسلامی اقدامات پر آواز بلند کی جاسکے۔ نظم العلماء نے لاہور میں کنونشن منعقد کیا اور سیاسی میدان میں طاری سکوت کو توڑا اور تحفظ مدارس دینیہ کے لیے کام کیا اور وفاق المدارس کی بنیاد رکھنے کے ساتھ ساتھ مارشل لاء پر دباؤ ڈالا تاکہ دستور پاکستان کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالا جائے جس پر کئی رہنماؤں کو پابند سلاسل بھی کیا گیا۔[6]

3. 1962ء کے عام انتخابات

جنرل ایوب خان نے 1962ء میں عام انتخابات منعقد کروائے جس میں جمعیت علماء اسلام نے بھرپور انداز میں حصہ لیا کیونکہ اس سے پہلے حکومتی ایوانوں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ مذہبی جماعتیں انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لیں گی، دوسرا یہ کہ تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دیا جا چکا تھا، لیکن جمعیۃ علماء اسلام نے بوجہ پابندی نظم العلماء کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ اس وقت مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان الگ الگ صوبے تھے۔ مولانا مفتی محمود قومی اسمبلی کے ممبر اور مولانا غوث ہزاروی صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اہم ارکان کا ایوان میں پہنچنا بہت بڑی کامیابی تھی جنھوں نے پارلیمنٹ میں نفاذِ اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔[7]

4. 1970ء کے عام انتخابات

1970ء کے انتخابات میں تمام سیاسی جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس میں جمعیۃ علماء اسلام نے عام انتخابات میں منظم انداز میں الیکشن مہم چلائی اور سات سیٹوں پر کامیابی حاصل کی اور تیرہ لاکھ 15 ہزار 71 ووٹ حاصل کیے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی ٹکٹ پر مولانا

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

عبد الحق، مولوی عبد الحکیم، مولانا غوث ہزاروی، مولوی نعمت اللہ، مولانا مفتی محمود، مولانا صدر الشہید اور مولانا عبد الحق نے اپنے اپنے حلقوں میں کامیابی حاصل کی۔[8] ان انتخابات میں ذوالفقار علی بھٹو نے چھ نشستوں سے حصہ لیا جس میں واحد نشست مولانا مفتی محمود سے ہارے جو کہ جمعیت علماء اسلام کی سیاسی حکمت عملی کی کامیابی کی واضح مثال ہے۔[9]

5. تحریک ختم نبوت 1974ء

فتنہ قادیانیت کے خلاف علماء حق ابتداء ہی سے صف آراء تھے لیکن 22 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طالب علموں کا ختم نبوت کا نعرہ لگانے پر ربوٰہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے 20 مئی کو حملہ کیا اور طالب علموں کو زدوکوب کیا۔ اس پر عوام مشتعل ہو گئے اور پورے ملک میں عوام نے مرزائیت کے خلاف تحریک شروع کی۔ مفتی محمود اس وقت ایم این اے تھے۔ اپوزیشن نے تحقیقات کا مطالبہ کیا اور تحریک التواء پیش کی، لیکن مسترد ہو گئی۔ لاہور میں اٹھارہ دینی سیاسی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس ہوا اور قادنیوں کے اقتصادی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ جولائی میں حکومت اور اپوزیشن کی مشترکہ کمیٹی قائم کی گئی۔ مرزا ناصر نے عدالت اور قومی اسمبلی میں بیان قلمبند کروایا۔ عدالتی ٹربیونل نے 112 صفحات کی رپورٹ جمع کروائی۔ آخر کار 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔[10] تحریک ختم نبوت میں تمام دینی سیاسی جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ جمعیت علماء اسلام کی طرف سے نمائندگی مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی نے کی۔[11]

6. 1977ء کے عام انتخابات

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے 1977ء مارچ میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان کیا جو کہ پیپلز پارٹی کے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے ضروری تھا کیونکہ آئینی طور پر تقریباً ڈیڑھ سال قبل الیکشن کروانا صحیح نہ تھا۔ حزب اختلاف کی جماعتوں نے سیاسی اتحاد "قومی اتحاد" تشکیل دے دیا جس میں جماعتِ اسلامی، جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے علاوہ دیگر جماعتیں بھی شامل تھیں اس اتحاد کی صدارت مولانا مفتی محمود کے حصہ میں آئی۔[12] انتخابات کے نتائج پر تمام جماعتیں دنگ رہ گئیں کیونکہ اس میں پیپلز پارٹی نے 155 اور قومی اتحاد نے 36 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ جس پر دھاندلی کے الزامات لگائے گے اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ ملک میں حالات کی خرابی ہنگاموں اور ہڑتالوں سے پہیہ جام کر دیا جس پر حکومت نے طاقت کا اور پھر مفاہمت کا راستہ اپنایا اور آخر کار مذاکرات کی میز پر پہنچ گئی لیکن اس وقت دیر ہو چکی تھی اور ان مذاکرت کی کامیابی کے چند گھنٹوں کے بعد ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔[13]

7. تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ

مارچ 1977ء میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے عام انتخابات کا اعلان کیا، تو نو بڑی سیاسی جماعتوں نے مل کے پاکستان قومی اتحاد کے نام سے اتحاد قائم کیا جس میں جماعتِ اسلامی، مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان اور خاکسار تحریک وغیرہ شامل تھیں۔ انتخابات میں دھاندلی پر پاکستان قومی اتحاد نے صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا اور اس تحریک کا نام تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ رکھا گیا اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔ 1977ء میں سرحد اسمبلی کا گھراؤ کیا گیا جس میں جمعیت علماء اسلام کی قیادت پیش پیش تھی۔ اس تحریک کے دوران مفتی محمود کی قیادت میں اتحاد نے ذوالفقار علی بھٹو سے مذاکرات کیے۔ 32 میں سے 31 مطالبے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

مان لیے گئے۔[14] انتخابات دوبارہ کرانے کا مطالبہ بھی مان لیا گیا لیکن دستخط سے پہلے ہی مارشل لاء لگا دیا گیا۔[15]

.8 ضیاء الحق کا مارشل لاء اور جمعیۃ علماء اسلام

ضیا الحق کے مارشل لاء پر حکومتی سرپرستی میں کچھ علماء کرام نے کہنا شروع کر دیا کہ اسلام میں انتخابات نہیں ہیں، کسی نے کہا دوبارہ پیپلز پارٹی آجائے گی جبکہ جمعیت علماء اسلام کا مؤقف یہی تھا کہ بھٹو کے ساتھ اختلاف انتخابات پر تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ کس کو منتخب کرتے ہیں۔ لیکن پھر جمعیۃ علماء اسلام بھی مصالحت کے تحت آمریت کا حصہ بن گئی تا کہ انتخابات کے لیے حالات سازگار ہو جائیں۔ قومی اتحاد نے وزارتیں بھی حاصل کیں اور مطالبہ جاری رکھا کہ ملک میں شرعی احکامات کا نفاذ کیا جائے، لیکن ضیاء الحق انتخابات ملتوی کرتے رہے اور سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی اس پر جمعیۃ علماء اسلام نے بغاوت کر دی جیسے ہی انتخابات کا اعلان ہوا جمعیۃ نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔[16]

8.1 1985ء کے عام انتخابات

جنرل ضیاء الحق نے 1985ء میں غیر جماعتی بنیادوں پر کرانے کا اعلان کیا جس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ ملک سے موروثی سیاست کا خاتمہ ہو گا اور عام لوگ حکومت سازی کے عمل میں شریک ہو سکیں گے۔ ایم آر ڈی کا اجلاس ایبٹ آباد میں طلب کیا گیا مولانا فضل الرحمن ان دنوں جیل میں تھے اس لیے وہاں سے شرکت کی اور جمعیت کے رہنماؤں سے مشورے کا موقع نہ ملا، لیکن آپ نے جمعیت کی طرف سے یہ مشورہ دیا کہ ان انتخابات میں حصہ لینا چاہیے، نہیں تو مارشل لاء کے حمایتی پارلیمنٹ میں پہنچ جائیں گے۔ چونکہ ایم آر ڈی کی اکثریت نے غیر جماعتی انتخابات کے بائیکاٹ کے حق میں ووٹ دیا اس لیے جمعیت علماء اسلام کو اس فیصلہ سے اتفاق کرنا پڑا جس کے نتیجہ میں غیر سیاسی لوگ ایوان میں پہنچے اور آج تک اقتدار پر قابض ہیں۔ محمد خان جونیجو وزیر اعظم بنے اور اپریل 1988ء میں گول میز کانفرنس منعقد کروائی جس میں مولانا فضل الرحمن نے شرکت کی اور واضح کیا کہ اس حکومت کی حیثیت متنازعہ ہے لیکن قومی سلامتی کا مسئلہ تھا اور افغانستان پر بحث ہوئی اور جمعیت علماء اسلام نے اپنا موقف بیان کیا کہ یہ افغانستان کا داخلی مسئلہ ہے اس لیے ان کی عوام پر چھوڑ دینا چاہیے۔[17]

8.2 1988ء کے عام انتخابات

جنرل اسلم بیگ کی جانب سے 1988ء کے عام انتخابات کا اعلان کیا جس کے مطابق 16 نومبر کو قومی اور 19 نومبر کو صوبائی انتخابات منعقد کروائے گئے۔ جس میں جمعیت علماء اسلام نے انفرادی طور پر حصہ لیا اور قومی اسمبلی کی 38 نشستوں پر امیدواروں کو ٹکٹ جاری کیا۔ جبکہ دیگر اہم جماعتوں نے آئی جے آئی کے نام سے اتحاد قائم کر کے حصہ لیا۔ جمعیت نے تین لاکھ ساٹھ ہزار ایک سو چھبیس ووٹ لئے۔ جمعیت علماء اسلام کے سات اراکین حاجی محمد احمد، مولانا فضل الرحمن، مولوی علی اکبر، حافظ حسین احمد، مولوی عبد الغنی، مولوی محمد خان شیرانی اور مولوی محمد صدیق ایوان میں پہنچے اور نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ اس طرح صوبائی انتخابات میں بلوچستان اسمبلی میں نو(9) اراکین ایوان کا حصہ بنے۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں دو صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے جبکہ سندھ اور پنجاب سے کوئی سیٹ جمعیت کے حصہ میں نہ آئی۔[18]

8.3 1990ء کے عام انتخابات

جمعیت علماء اسلام نے 1990ء کے قومی انتخابات میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کی 51 سیٹوں پر اپنے امیدوار نامزد کئے۔ ان انتخابات میں جمعیت علماء اسلام نے کل چھ لاکھ 22 ہزار 214 ووٹ حاصل کیے۔[19] جبکہ جمعیت کے چھ امیدوار مولوی حسن جان، مولوی علی اکبر، عالم زیب خان، مولوی محمد خان شیرانی اور مولوی محمد صدیق شاہ کامیاب ہو کر ایوان میں اپنی جماعت کی نمائندگی کرتے رہے۔ مولانا فضل الرحمن ان عام انتخابات میں کامیاب نہ ہوسکے بلکہ چار سابق ایم این اے اپنی سیٹیں ہار گئے۔ اس طرح صوبائی انتخابات میں بلوچستان سے چھ اور صوبہ سرحد سے ایک امیدوار کامیاب ہوا۔ بنیادی طور پر جمعیت علماء اسلام کے ووٹ بینک میں اضافہ ہوا۔[20]

8.4 جمعیۃ علماء اسلام کا انتخابی نظام پر عدم اعتماد

1990ء کی دہائی میں جمعیۃ علماء اسلام کے بعض حلقوں میں انتخابات سے دستبردار ہونے کی تجاویز پیش کی گئیں اور انتخابی سیاست کی بجائے انقلابی طریقہ اپنایا جائے۔ 1990ء میں جمعیۃ علماء اسلام کی شوریٰ میں بھی اس پر بات ہوئی لیکن مسئلہ کارکنوں کو مطمئن کرنا تھا، دوسری طرف جمہوریت کے نام پر ہر دو تین سال بعد الیکشن اور ایجنسیوں کا دینی جماعتوں کے انتخابی نتائج پر اثر انداز ہونا بھی ایک وجہ تھی۔ 1996ء اور 1997ء میں مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں بھی اس پر بحث ہوئی جس میں مولانا فضل الرحمن کو اختیار دے دیا گیا۔ مولانا فضل الرحمن نے اکابرین کو خط لکھے اور مشورہ طلب کیا گیا جس پر 1997ء اکتوبر میں مینارِ پاکستان کے سایے میں جمعیۃ علماء اسلام نے انتخابی سیاست سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا اور ضمنی انتخابات اور بلدیاتی انتخابات میں حصہ نہ لیا۔ نائن الیون کے بعد عالمی و ملکی حالات نے ایسی کروٹ لی کہ جمعیۃ علماء اسلام کو اپنے فیصلہ پر رجوع کرنا پڑا تاکہ آئینی طریقہ سے تحفظ اسلام و پاکستان کے ساتھ نفاذِ اسلام کے لیے کام کیا جاسکے۔[21]

8.5 1993ء کے عام انتخابات

نواز شریف کی حکومت کے خاتمہ پر نئے انتخابات کا اعلان ہوا تو پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے ایک پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لینے کے لیے اتحاد پر زور دیا اور کوشش کی، لیکن ایک کی بجائے کئی اتحاد بنے جس میں جماعتِ اسلامی نے اسلامک فرنٹ کے نام سے انتخابات میں حصہ لیا۔ جمعیت علماء اسلام سمیع الحق نے متحدہ دینی محاذ بنالیا جبکہ جمعیت علماء اسلام فضل الرحمن اور جمعیت علماء پاکستان نورانی نے مل کر اسلامی جمہوری اتحاد کے فورم سے انتخابات میں حصہ لیا۔ اسلامی جمہوری اتحاد نے قومی اسمبلی کے 52 حلقوں سے اپنے امیدواروں کو میدان میں اتارا۔[22] ان انتخابات میں اس اتحاد نے کل چار لاکھ 80 ہزار 99 ووٹ حاصل کئے اور چار امیدوار قاضی فضل اللہ، مولانا فضل الرحمن، حاجی گل محمد دمڑ اور مولوی عبدالغفور حیدری کامیاب ہو کر قومی اسمبلی میں پہنچے جبکہ صوبہ سرحد میں ایک اور صوبہ بلوچستان میں تین اراکین کامیاب ہو کر رکن صوبائی اسمبلی بنے۔[23]

8.6 1993ء کے صدارتی انتخابات

1993ء کے صدارتی انتخابات میں جمعیت علماء اسلام نے پاکستان پیپلز پارٹی سے معاہدہ کیا اور فاروق احمد خان لغاری کو ووٹ دیا اور وہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

وسیم سجاد کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔[24]

8.7 1997ء کے عام انتخابات

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے 5 نومبر 1996ء کو دستور پاکستان کے آرٹیکل 58(2)بی کے تحت اپنے صدراتی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اسمبلی توڑ دی اور فروری 1997ء میں نئے انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا جس پر سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی نے سپریم کورٹ آف پاکستان سے رجوع کی، الیکن پٹیشن مسترد کر دی گئی۔[25] اس طرح تین فروری 1997ء کو قومی و صوبائی اسمبلی کے انتخابات ایک ہی دن منعقد کا اعلان الیکشن کمیشن نے کر دیا۔ جمعیت علماء اسلام نے قومی اسمبلی کی کل 217 سیٹوں میں سے 35 پر اپنے امیدوار کھڑے کئے۔ جمعیت علماء اسلام نے کل تین لاکھ 25 ہزار 910 ووٹ حاصل کیے جن میں سے دو رکن مولانا عبد الغنی اور مولوی محمد خان شیرانی کامیاب ہو کر قومی اسمبلی میں پہنچے اور جمعیت علماء اسلام کی پالیسی کے مطابق نفاذِ اسلام کی کوشش جاری رکھی۔[26]

8.8 1997ء کے صدارتی انتخابات

جمعیۃ علماء اسلام نے 1997ء میں صدارتی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا جس میں ملکی سیاسی حالات کا بغور جائزہ لیا گیا۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد جمعیت نے صدارتی انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا جس میں مولانا محمد خان شیرانی کو صدارتی امیدوار منتخب کیا گیا۔ محمد رفیق تارڑ اور آفتاب شعبان میرانی بھی مقابلے میں تھے۔ محمد رفیق تارڑ صدر منتخب ہوئے جبکہ مولانا محمد کان شیرانی نے 27 ووٹ لیے۔[27]

8.9 2002ء کے عام انتخابات

جنرل پرویز مشرف کے مارشل لاء میں جب انتخابات کا اعلان ہوا تو دینی جماعتوں نے مل کر متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے حصہ لینے کا اعلان کیا۔ یہ اتحاد جنوری 2002ء میں قائم ہوا جو کہ قاضی حسین احمد کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ اس میں تمام دینی سیاسی جماعتیں شامل تھیں جیسا کہ جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑے، جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث اور اسلامی تحریک (تحریک جعفریہ) وغیرہ۔[28] متحدہ مجلس عمل نے کل 33 لاکھ 35 ہزار چھ سو 43 ووٹ حاصل کیے۔ متحدہ مجلس عمل نے 272 سیٹوں میں سے 53 پر کامیابی حاصل کر کے اربابِ اقتدار کو بھی حیران کر دیا جبکہ صوبہ سرحد میں حکومت بنانے میں کامیاب ہوئی۔ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد بھی مولانا فضل الرحمن مقرر ہوئے۔ جنرل مشرف کی پالیسیوں اور وردی کے معاملہ پر ایم ایم اے میں اختلافات نے جنم لیا جو کہ آئندہ انتخابات میں قائم نہ رہ سکا۔[29]

8.10 2008ء کے عام انتخابات

2018ء کے عام انتخابات سے قبل آل پارٹیز ڈیموکریٹک موومنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے انتخابات میں بائیکاٹ کا فیصلہ کیا جس پر ایم ایم اے میں موجود جماعتوں کو تحفظات تھے، خاص طور پر جمعیۃ علماء اسلام کا موقف یہی تھا کہ بائیکاٹ کی صورت میں جہاں سیکولر

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

جماعتوں کو فائدہ ہو گا، وہاں دینی جماعتوں کی مقبولیت میں کمی ہو گی۔ اس طرح جمیعت علماء اسلام نے 2008ء کے انتخابات میں حصہ لیا۔ عام انتخابات میں سات لاکھ 72 ہزار سات سو 98 ووٹ اور سات سیٹیں حاصل کیں۔[30]

8.11 2013ء کے عام انتخابات

جمیعت علماء اسلام نے 2013ء کے عام انتخابات میں حصہ لیا اور 15 سیٹوں پر کامیابی جبکہ چودہ لاکھ 61 ہزار تین سو 71 ووٹ حاصل کیے ہیں۔[31] جمیعت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمن نے تین نشستوں پر کامیابی حاصل کی البتہ انکی چھوڑی ہوئی دونوں نشستوں پر ان کے بھائی اور بیٹا ضمنی انتخاب میں کامیاب نہ ہو سکے۔[32]

8.12 2018ء کے عام انتخابات

2018ء کے عام انتخابات میں جمیعت علماء اسلام نے ایم ایم اے کے فورم سے انتخابات میں حصہ لیا جس میں جماعتِ اسلامی، مرکزی جمیعت اہل حدیث، جمیعت علماء پاکستان، جمیعت علماء اسلام اور اسلامی تحریک پاکستان شامل تھیں۔ جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن ایم ایم اے کے صدر اور جماعتِ اسلامی کے لیاقت بلوچ جنرل سیکرٹری بنے۔ متحدہ مجلس عمل نے کل 25 لاکھ 73 ہزار 939 ووٹ حاصل کیے اور 16 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی ان انتخابات میں جماعتِ اسلامی کے امیر سراج الحق، جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن سمیت ایم ایم اے کے بڑے بڑے رہنما اپنی اپنی نشستیں بھی ہار گے۔[33]

8.13 2024ء کے عام انتخابات

جمیعت علماء اسلام نے 2024ء کے عام انتخابات میں ملک بھر سے حصہ لیا اور اپنے دستور و منشور کے مطابق عوام الناس می نفاذِ اسلام کے نعرہ کے ساتھ محنت کی جلسے جلوس اور کارنر میٹنگز کا انعقاد کیا گیا۔ جمیعت کی یونین سطح تک کی تنظیموں نے کارکنان کو متحرک کیا تاکہ کامیابی کا تناسب ماضی کی نسبت بڑھ سکے۔ ان انتخابات میں جمیعت علماء اسلام صرف چھ سیٹوں پر کامیابی حاصل کر سکی البتہ امیر جماعت بلوچستان سے ایک نشست پر کامیاب ہو کر ایوان کا حصہ بنے اور اپوزیشن میں بیٹھنے کا فیصلہ کیا۔

.9 خلاصۃ البحث

دینی سیاسی جماعتوں میں سے جمیعت علماء اسلام قیام پاکستان کے بعد انفرادی اور اتحادی طور پر عام انتخابات میں حصہ لیتی آ رہی ہے۔ جمیعت جمہوری اقدار کے ترجمان کی حیثیت سے جمہوریت اور آمریت دونوں ادوار میں بھی انتخابی عمل کا حصہ رہی ہے کیونکہ مقاصد کے حصول کے لیے ایوان تک رسائی کا متعین راستہ انتخابات ہی ہیں جبکہ انتخابی عمل سے بائیکاٹ کا نتیجہ ووٹ بینک میں کمی کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جمیعۃ علماء اسلام نے ہمیشہ انتخابی سیاست میں دین دار طبقہ کو اہمیت دی ہے کیونکہ جماعت کے مقاصد کے حصول اور نفاذِ اسلام کی کاوشوں کو تقویت دینے کے لیے علماء کرام کا ایوان میں موجود ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جمیعت ایسے امیدواروں کو سیاسی سپورٹ کرتی ہے جن کا جمیعت کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہو اور اپنے حلقوں میں ذاتی اثر ورسوخ بھی ہوتا ہے تاکہ یہ افراد ایوان میں جمیعت کے

منشور کے مطابق اپنا فرض بخوبی نبھا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ انتخابات کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام، علماء کرام کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کو بھی ترجیح دیتی ہے جو رائے عامہ کی ہمواری اور سیاسی شعوری کی بیداری کے حوالے سے اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔چونکہ جمعیۃ علماء اسلام جمہوری تقاضوں کے مطابق اقتدار کے حصول کی خواہاں ہے۔اس لیے جمعیت کسی غیر آئینی طریقہ کار کی حمایت نہیں کرتی۔جمعیت کے انتخابی سیاست سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت نے سیاست کے کھیل کو سیاسی اصولوں اور حالات کے مطابق کھیلا ہے۔البتہ وقت کے ساتھ ساتھ جمعیت علماء اسلام کے امیدواروں کی کامیابی کا تناسب کم سے کم ہوتا جارہا ہے جو کہ حالیہ انتخابات میں بلکل ہی کم ہو کر رہ گیا ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے اندر سے غیر سیاسی جدوجہد اور انتخابات سے کنارہ کشی کی آوازیں اٹھتی رہی ہیں بلکہ 1997ء میں انتخابات سے کنارہ کشی کی فضا پیدا ہوئی اور جمعیت علماء اسلام کی اعلیٰ قیادت نے پریس کانفرنس میں انتخابی سیاست سے علیحدگی کا اعلان کردیا پھر آمریت کے دور میں رجوع کیا اور2002ء کے انتخابات متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اوراچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیاجمعیۃ علماء اسلام اتحادی اور انفرادی طور پر انتخابی عمل میں شریک رہی ہے۔دینی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحادتک جمعیت کاتجربہ کافی حدتک اچھا رہاہے لیکن وقت کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کاووٹ بینک کی کمی کا سبب سیکولر جماعتوں کے ساتھ اتحاد اور ذاتی مفادات کا حصول ہے کیونکہ مفادات کی خاطر جماعتی پالیسی کو قربان کرنا جماعتی منشور اور نفاذِ اسلام کی کاوشوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا ہے۔دینی سیاسی جماعتوں کی انتخابی سیاست اور حکمتِ عملی کے تناظر میں دیکھا جائے توجمعیت علماء اسلام واحد جماعت ہے جو تقریباہر انتخابی عمل کا حصہ رہی ہے اور کامیابی حاصل کرنے ایوان میں مذہبی طبقہ کی نمائندگی کرتی ہے۔یہ حقیقت ہے ہ جمعیت علماء اسلام نفاذِ اسلام کی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہو سکی لیکن اپنے تیئں کوشش کرتی نظر آتی ہے جبکہ اس کے برعکس اگر دیکھا جائے تو لادینی طاقتوں اور اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف قانون سازی کے خلاف جمعیت علماء اسلام ایوان کے محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرتی نظر آتی ہے۔یہی وجہ ہے کی علماء کرام کی ہمدردیاں جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہیں اور عوامی حلقوں میں جمعیت کی انتخابی مہم میں تشہیر کا کردار ادا کرتے ہیں۔

نتائج مقالہ

اس بحث سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اس مذہبی جماعت نے خصوصی کردار ادا کیا۔
2. مختلف ادوار میں جو انتخابات ہوئے، ان تمام ادوار میں سیاسی حوالے سے اس جماعت نے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔
3. صوبہ خیبر پختونخواہ کے لوگوں نے اس سیاسی و مذہبی جماعت کو پذیرائی بخشی اور یہ لوگ ملکی طور پر عملی سیاست کا حصہ بنے۔
4. قومی اسمبلی میں اس سیاسی و مذہبی جماعت کے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمن مقرر ہوئے اور انہوں نے اپنی شبانہ روز سیاسی بصیرت سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی قانون سازی میں مؤثر کردار ادا کیا۔
5. اس جماعت کالوگوں کے دلوں پر راج ہے اور یہ جماعت ملک کے استحکام کے لیے ہمہ وقت قربانی کے لیے تیار ہے۔

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

1 اکبری، مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم، اساطین ملت موسسین و قائدین جمیۃ علماء 1919ء تا 2017، مفتی محمود اکیڈمی، کراچی، ص 12

Akbari, Maulana Dr. Abdul Hakim, Asateen-e-Millat Moussiseen wa Qaideen Jamiyat Ulema 1919 ta 2017, Mufti Mahmood Academy, Karachi, p. 12.

2 فضل اللہ، قاضی، جمعیت علماء اسلام تعریف اور تعارف، مکتبہ شیخ الہند صوابی، 2017ء، ص 15

Fazlullah, Qazi, Jamiyat Ulema Islam Tareef aur Taaruf, Maktabah Sheikh-ul-Hind, Swabi, 2017, p. 15.

3 ہزاروی، مولانا محمد شریف، جمعیت علماء اسلام کے اغراض و مقاصد قرآن و سنت کی روشنی میں، جمعیۃ پبلیکیشنز، لاہور، 2011ء ص 10

Hazrawi, Maulana Muhammad Sharif, Jamiyat Ulema Islam Ke Aghraaz aur Maqasid Qur'an o Sunnat Ki Roshni Mein, Jamiyat Publications, Lahore, 2011, p. 10.

4 درانی، محمد ریاض، ضرب درویش، جمعیۃ پبلیکیشنز، لاہور، 2000ء، ص 44

Durrani, Muhammad Riaz, Zarb-e-Darwesh, Jamiyat Publications, Lahore, 2000, p. 44.

5 کمال، ڈاکٹر احمد حسین، عہد ساز قیادت تاریخ جمعیۃ علماء اسلام 1973 ء سے 1973ء۔ جمعیۃ پبلیکیشنز، لاہور، 2001ء، ص 70۔

Kamal, Dr. Ahmad Hussain, Ahd-saz Qiyadat Tareekh Jamiyat Ulema Islam 1970 se 1973, Jamiyat Publications, Lahore, 2001, p. 70.

6 عثمانی، حافظ مومن خان قائدین جمعیت کا تاریخی کردار، مکتبہ الحسن، لاہور، 2016، ص 349۔

Usmani, Hafiz Momin Khan, Qaidin Jamiyat Ka Tareekhi Kirdar, Maktabah Al-Hasan, Lahore, 2016, p. 349.

7 کمال، ڈاکٹر احمد حسین، عہد ساز قیادت 1947ء سے 1974ء جمعیۃ پبلیکشنز، لاہور، 2001ء ص 80۔

Kamal, Dr. Ahmad Hussain, Ahd-saz Qiyadat Tareekh Jamiyat Ulema Islam 1947 to 1974, Jamiyat Publications, Lahore, 2001, p. 80.

8 Report On The Generl Election 1970, Election Commission Of Pakistan Islmabad https://www.ecp.gov.pk/Documents/GE%2007-12-1970.pdf

9 اکبری، مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم، اساطینِ ملت، مفتی محمود اکیڈمی، کراچی، س۔ن، ص 369۔

Akbari, Maulana Dr. Abdul Hakim, Asateen-e-Millat, Mufti Mahmood Academy, Karachi, p. 369.

10 عبدالقیوم، شیخ، مولانا فضل الرحمن کا سیاسی سفر، مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ، 1999ء، ص 35۔

Abdul Qayyum, Sheikh, Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Tilla Gang, 1999, p.35.

11 قریشی، محمد فاروق، افکارِ محمود، مفتی محمود اکیڈمی، کراچی، 2017ء، ص 430۔

Qureshi, Muhammad Farooq, Afkar-e-Mahmood, Mufti Mahmood Academy, Karachi, 2017, p. 430.

12 عثمانی، حافظ مومون خان، قائدین کا تاریخی کردار، مکتبہ الحسن، لاہور، 2016ء، ص 443۔

Usmani, Hafiz Momon Khan, Qaidin Ka Tareekhi Kirdar, Maktabah Al-Hasan, Lahore, 2016, p. 443.

13 طفیل محمد، میاں، جماعتِ اسلامی کی دستوری جدوجہد، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2014ء، ص 256۔

Tufail Muhammad, Mian, Jamaat-e-Islami Ki Dasturi Jiddojahd, Idara Ma'arif Islami, Lahore, 2014, p. 256.

14 عثمانی، حافظ مومن خان قائدین جمعیت کا تاریخی کردار، مکتبہ الحسن، لاہور، 2016، ص 447۔

Usmani, Hafiz Momon Khan, Qaidin Ka Tareekhi Kirdar, Maktabah Al-Hasan, Lahore, 2016, p. 447.

15 ایضاً، ص 258۔

Ibid.p 258.

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 132- 143

16 قریشی، محمد فاروق،افکارِ محمد، مفتی محمود اکیڈمی، کراچی،2017ء، ص439۔

Qureshi, Muhammad Farooq, Afkar-e-Mahmood, Mufti Mahmood Academy, Karachi, 2017, p. 439.

17 عبدالقیوم، شیخ،مولانا فضل الرحمن کاسیاسی سفر،مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ،1999ء، ص55۔

Abdul Qayyum,Sheikh,Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Tala Gang,1999,p. 55

18 Report On the Generl Election 1988, V-I Election Commission of Pakistan Islmabad, p-200https://www.ecp.gov.pk/Documents/GE%201972-1997.pdf

19 Report On the Generl Election 1990, V-I Election Commission of Pakistan Islmabad, p-191https://www.ecp.gov.pk/ge/General%20Elections%201990%20Vol-I%20Report.pdf visited: July, 26,2020 time 9.36pm

20 عبدالقیوم، شیخ،مولانا فضل الرحمن کاسیاسی سفر،مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ،1999ء، ص69۔

Abdul Qayyum, Sheikh, Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Tilla Gang, 1999, p. 69.

21 عثمانی،حافظ مومن خان،مولانا فضل الرحمن شخصیت وکردار،مکتبہ الحسن،لاہور،2017ء ص281۔

Usmani, Hafiz Momon Khan Maulana Fazlur Rehman Shakhsiat o Kirdar, Maktabah Al-Hasan, Lahore, 2017, p. 281.s

22 عبدالقیوم، شیخ،مولانا فضل الرحمن کاسیاسی سفر،مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ،1999ء، ص97۔

Abdul Qayyum, Sheikh, Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Talla Gang, 1999, p. 97.

23 Members of the national assembly (1972-1997)

https://www.ecp.gov.pk/Documents/GE%201972-1997.pdfvisited: July, 26,2020time 8.36pm

24 عبدالقیوم، شیخ،مولانا فضل الرحمن کاسیاسی سفر،مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ،1999ء، ص99۔

Abdul Qayyum, Sheikh, Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Tilla Gang, 1999, P.97

25 یضاِ، ص206۔

Ibid, p.206

26 Members of the national assembly (1972-1997)

https://www.ecp.gov.pk/Documents/GE%201972-1997.pdf visited: July, 28,2020time 3.30pm

27 عبدالقیوم، شیخ،مولانا فضل الرحمن کاسیاسی سفر،مکتبہ فاروقیہ، تلہ گنگ،1999ء ص216۔

Abdul Qayyum, Sheikh, Maulana Fazlur Rehman Ka Siyasi Safar, Maktabah Farooqiya, Talla Gang, 1999, P.216.

28 بلگن،ذبیح اللہ صدیق،پاکستانی سیاست میں مذہبی جماعتوں کا کردار،نگارشات،لاہور،2019، ص132۔

Bilgan, Zabihullah Siddique, Pakistani Siyasat Mein Mazhabi Jamaaton Ka Kirdar, Nigarasat, Lahore, 2019, P.132

29 Report On the General Election 2002, V-I Election Commission of Pakistan Islmabad, p-186https://www.ecp.gov.pk/ge/ge2002vol1.pdf visited: July, 27,2020time 3.40pm

30 Report On the Generl Election 2008 Election Commission of Pakistan Islmabad, p-VII https://www.ecp.gov.pk/ge/ge2008vol1.pdf visited: July, 27,2020time 4.45pm

31 Report On the Generl Election 2013 Election Commission of Pakistan Islmabad https://www.ecp.gov.pk/Documents/General%20Elections%202013%20report/Election%20Report%202013%

20Volume-I.pdf visited: July, 28,2020time 4.07pm .

32 بلگن،ذبیح اللہ صدیق،پاکستانی سیاست میں مذہبی جماعتوں کا کردار،نگارشات،لاہور،2019،ص129

Balgan, Zabihullah Siddique, Pakistani Siyasat Mein Mazhabi Jamaaton Ka Kirdar, Nigarasat, Lahore, 2019, P.129.

33 https://www.ecp.gov.pk/Documents/party%20position%202018/Party%20position%20NA.jpg